تیسری صدی کے حافظ الحدیث

عبد بن حمید بن نصر الکسی السندی

مولانا حافظ محمد اسمٰعیل کھٹوی

آپ تیسری صدی کے مشہور محدثین میں سے ہیں ، اکثر تذکرہ نگاروں نے
ہے کہ 'کس' جس کی طرف آپ منسوب ہیں وہ سمرقند کے قریب ایک شہر ہے !
صحیح نہیں جیسا کہ علامہ یاقوتی حموی نے اپنی کتاب 'معجم البلدان' میں تصریح کی
'کس' (کچھ) ، سرزمین سندھ کا ایک مشہور شہر ہے ۔ جس کا ذکر مغازی میں بھی آ
اور جو حضرات اس کی طرف منسوب ہیں ان میں سے 'عبد بن حمید بن نصر الکسی صا
بھی ہیں[1]۔ بیسویں صدی کے مشہور محقق و مورخ علامہ خیر الدین الزرکلی نے
کتاب 'الاعلام' میں عبد بن حمید کے تذکرہ میں غلطی سے لکھا کہ آپ کس کی طرف
ہیں جو کہ سمرقند کے قریب ایک شہر ہے[2]۔ پھر انہیں جب اپنی اس غلطی کا احساس ہ
انہوں نے 'الاعلام' کی دسویں جلد میں اس کی اصلاح کر دی ۔ چنانچہ وہ لکھتے
"مدینہ کس (کچھ) کے بارے (جس کی طرف آپ منسوب ہیں) تصحیح کرلی جائے کہ
بلادِ سندھ سے ہے اور یہ وہ شہر نہیں ہے جو سمرقند کے قریب ہے"[3] انہو

---

[1] جلد ۷ صفحہ ۲۵۷ [2] جلد ۴ صفحہ ۴۱ [3] جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۶ ۔

ں معجم البلدان کے حوالے سے یہ تصحیح کی ہے۔ جس سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ آپ
رمی اصل تھے۔

آپ کا پورا نام عبدالحمید بن حمید ہے مگر عرف عام میں انہیں عبد بن حمید کہا جانے
اور محدثین و مؤرخین کے یہاں آپ اسی نام سے مشہور ہوئے[۱]

آپ کا بچپن کیسے گزرا اور ابتدائی تعلیم کس سے پائی اس کا ہمیں کوئی علم نہیں
سکا۔ بستان المحدثین سے معلوم ہوا کہ ۲۰۰ھ کے ابتداء میں آپ اپنے وطن
ے عازم سفر ہوئے۔ انہیں علم حدیث کے حصول کا شوق ابتدائے جوانی میں ہی پیدا
گیا تھا[۲] چنانچہ انہوں نے اس وقت کے محدثین سے اکتساب علم کیا جو دنیائے اسلام
ے چوٹی کے شیوخ تسلیم کئے جاتے تھے جن میں سے مندرجۂ ذیل حضرات کے اسماء قابل
کر ہیں۔

یزید بن ہارون، عبدالرزاق بن ہمام، محمد بن بشر العبدی، ابو داؤد الطیالسی،
الولید الطیالسی، ابوالنضر، ابوالنعمان محمد بن الفضل عارم السدوسی، یعقوب بن ابراہیم
ن سعد الزہری، ابوعاصم النبیل، جعفر ابن عون، ابوعامر عبدالملک بن عمرو العقدی،
نعیم، علی بن عاصم، ابن ابی فدیک، حسین بن علی الجعفی، ابواسامہ، یونس بن محمد
ؤدب، سعید بن عامر، احمد بن اسحاق الحضرمی، عمر بن یونس الیمامی، الحسن بن موسی،
یی بن آدم، زکریا بن عدی، محمد بن بکر البرسانی، عبید اللہ بن موسی، مسلم بن ابراہیم
ثم بن القاسم، عبداللہ بن یزید المقری، القعنبی، ابوداؤد الحضری، حبان بن ہلال،
درح بن عبادۃ، عثمان بن عمر، عبداللہ بن بکر السہمی، عبدالصمد بن عبدالوارث مصعب
ن المقدام، یعلی بن عبید۔ ان کے علاوہ بھی بے شمار اساتذہ سے انہوں نے
صیل علم کے سلسلہ میں استفادہ کیا۔

امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں فرماتے ہیں کہ وہ اپنے دور کے سب سے بڑے
فظ الحدیث تھے۔ اور قابل اعتماد ائمہ میں سے تھے[۳]

ھ بستان المحدثین ص ۳۱ ۲ھ ص ۳۱ ۳ھ ج ۲ ص ۱۱۴ -

بڑے بڑے محدثین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ جن میں امام مسلم بن الحجاج اور امام ابوعیسیٰ الترمذی پیش پیش ہیں۔ امام مسلم نے اپنی صحیح میں ۲۶۸ مقامات پر آپ سے روایت کی ہے۔ امام ترمذی نے اپنی جامع میں ۱۵۴ مقامات پر آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کے تلامذہ میں بعض نامور اور شہرۂ آفاق محدثین کے نام یہ ہیں:

امام مسلم بن الحجاج۔ امام ابوعیسیٰ الترمذی، اور آپ کے صاحبزادے محمد بن عبد، نیز سہل بن شاذویہ، ابومعاذ العباس بن ادریس خرک، بکر بن المرزبان، سلیمان بن اسرائیل الخجندی، شاہ بن جعفر، عمر بن محمد بن عبد بن عامر، ابراہیم بن خریم الشاشی، ابو خزیمہ داؤد بن سلیمان البخاری، ان کے علاوہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں ان سے تعلیقاً روایت کی ہے۔

غنجار نے تاریخ بخاری میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن عبدالغفار بیمار تھے تو عبد بن حمید ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے اور کہا کہ تمہارے بعد اللہ مجھے بھی باقی نہ رکھے، یہ ایک عجیب اتفاق ہوا کہ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد دوسرے دن ہی اچانک عبد بن حمید بھی فوت ہوگئے۔ اور دونوں کے جنازے اکٹھے اٹھے[1]

آپ کی وفات ۲۴۹ھ مطابق ۸۶۳ء میں ہوئی۔ صاحب بستان المحدثین نے ۲۴۳ھ لکھی ہے[2] لیکن اول الذکر تاریخ ہی صحیح ہے۔

آپ کی تالیفات میں دو مسند ہیں، ایک بڑی اور ایک چھوٹی (جو کہ منتخب ہے) اور اس کا سماع ابراہیم بن خریم الشاشی کو حاصل ہے۔ یہ ایک جلد میں ہے مگر بہت سے صحابہ کی مسانید اس میں نہیں ہیں اور یہ متداول اور مشہور ہے[3] دونوں مسانید کے مختلف نسخے مندرجۂ ذیل کتب خانوں میں موجود ہیں۔

---

[1] تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۴۵۷ تا ص ۳۔

[2] الرسالۃ المستطرفۃ ص ۵۷۔

(۱) مسند کا ایک نسخہ (بڑی موٹی جلد میں) خزانہ جامع القرویین میں محفوظ ہے۔ یہ نسخہ اول اور آخر سے پھٹا ہوا ہے[1]

(۲) دوسرا نسخہ خزانۂ ایا صوفیا (استنبول) میں ہے۔ اس کا نمبر ۴۸۹ ہے[2]

(۳) ایک اور نسخہ بانکی پور کے کتب خانے میں ہے اس کا نمبر ۶۱۸ ہے اور ۱۵۷ صفحات میں ہے۔ غالباً یہ منتخب کا نسخہ ہے کیونکہ اسی طرح کا منتخب کا ایک نسخہ خزانۂ آصفیہ دکن میں بھی موجود ہے۔ جس کی ابتداء مسند ابی بکر سے ہے اور انتہاء مسند ام ایمن پر ہے۔ اس کے صفحات ۲۵۳ ہیں[3]

(۴) المنتخب کا ایک اور نسخہ برلن کے کتب خانے میں موجود ہے اس کا نمبر ۱۲۶۵ ہے[4]

(۵) المنتخب کا ایک اور نسخہ کو پریلیو کے کتب خانے میں ہے۔ اس کا نمبر ۴۵۶ ہے[5]

(۶) مسند کا ایک اور نسخہ المکتبۃ السندیۃ میں ہے۔ (یہ کتب خانہ شاہ احسان اللہ سندھی کا ہے)[6]

دوسری تالیف تفسیر ہے جو کہ دیارِ عرب میں مشہور اور متداول ہے[7] اس کی روایت آپ سے ابراہیم بن خریم نے کی ہے[8]

حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ میں نے تفسیر عبد بن حمید کے ایک جزء کی پشت پر محمد بن مزاحم کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا عبدالحمید بن حمید نے پھر اسے ذکر کیا ہے[9]

حافظ ابن حجر کے مندرجۂ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر عبد بن حمید ان کے زمانے میں موجود تھی لیکن اب ہمیں اس کے بارے میں فی الحال کوئی علم نہیں کہ اس کا کوئی نسخہ کسی لائبریری میں موجود ہے یا نہیں۔ غالباً دنیا کے کسی نہ کسی کتب خانہ میں یہ

---

[1] مجلہ معہد المخطوطات جلد ۵ ص۱۵ [2] تذکرۃ النوادر ص۳ [3][4][5][6] تذکرۃ النوادر ص۳۵ [7] بستان المحدثین ص۳۱

[8] تہذیب التہذیب جلد ۶ ص۴۵۶ [9] ایضاً ص۴۵۷

کا کوئی نسخہ موجود ہوگا۔ چونکہ ابھی تک ہمیں دنیا کی سب کی سب لائبریریوں کی کتابوں کے بارے میں پورا علم نہیں اور مستقبل میں جب کہ دنیا کی تمام لائبریریوں کی فہرستیں شائع ہو جائیں گی اس وقت اس کے بارے میں صحیح علم ہو سکے گا۔ ان دو تصانیف کے علاوہ آپ کی دیگر تصنیفات بھی ہیں لیے لیکن ان کے نام کسی تذکرہ نگار نے نہیں لکھے۔

حوالہ کے لئے دیکھئے،

(۱) صحیح مسلم، (۲) جامع ترمذی (۳) صحیح بخاری۔ باب دلائل النبوۃ۔

(۴) فتح الباری شرح صحیح البخاری لابن حجر جلد ۶ ص۴۷

(۵) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری للعینی جلد ۷ ص۵۴۲

(۶) معجم البلدان۔ یاقوت الحموی الطبعۃ الاولیٰ جلد ۷ ص ۲۵۱

(۷) تذکرۃ الحفاظ۔ للذہبی۔ جلد ۲ ص۱۱۴، ۱۱۵

(۸) الرسالۃ المستطرفۃ للکتانی ص۵۶، ۵۷

(۹) مجلہ معہد المخطوطات العربیۃ (القاهرة) جلد ۵ ص۱۵

(۱۰) الجمع بین رجال الصحیحین۔ للقیسرانی جلد ۱ ص۳۳۷، ۳۳۸

(۱۱) تہذیب التہذیب لابن حجر۔ جلد ۶ ص۴۵۵، ۴۵۷

(۱۲) الاعلام۔ خیر الدین الزرکلی۔ الطبعۃ الثانیۃ جلد ۴ ص۴۲ جلد ۱۰ ص۱۱۶

(۱۳) تذکرۃ النوادر من المخطوطات العربیۃ۔ طبعۃ دکن۔ ص۳۷، ۳۸

(۱۴) بستان المحدثین۔ شاہ عبدالعزیز دہلوی۔

لہ بستان المحدثین ص۳۱۔